P. O. RGD. No. A 922

ھماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد : ۱ | ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۵۱ع | ایڈیٹر - قاضی عبدالغفار | ۶ جمادی الاخر ۱۳۷۱ ھجری | نمبر ۳۰

کچھہ گذری ہوئی باتیں

ھندستانی ھم اس زبان کو کہتے ھیں جسے اتر ھندستان میں آدمیوں کا بہت بڑا طبقہ بولتا ھے اور ھم مانتے ھیں کہ جو شبد عام کاروبار میں استعمال ھوتے ھیں انہیں چن کر ھندستانی کے ذخیرہ میں داخل کرلینا چاھئے اور ھم یہہ بھی مانتے ھیں کہ اردو ھندی دونوں کو اور ادب میں استعمال ھونے والی بھاشاؤں کو ان کی ترقی کے لئے پورا موقعہ ملنا چاھئے -

ھریجن سیوک
(۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۰ع)

کچھ اپنی باتیں

مردم شماری میں زبان کا اندراج

حال ھی میں یہہ اعلان اخباروں میں نظر سے گذرا کہ جن لوگوں کو مردم شماری کے کاغذات میں زبان کے اندراج کے متعلق کوئی شکایت ھے وہ فلاں تاریخ تک فلاں افسر کو اپنی تحریری شکایات بھیج دیں - اگر یہہ اعلان دراصل کوئی سرکاری اعلان ھے تو نہایت بے معنے اعلان ھے اور محض ایک ٹال مٹول کی بات ھے - ھندستان کی اردو صحافت میں ھر ضلع شہر اور قصبہ کی اتنی شکایتیں شائع ھوتی رھی ھیں کہ اگر اب بھی ھماری حکومت کے افسروں کو براہ راست شکایتوں کے وصول کرنے کی حاجت ھے تو وہ یا تو ملک کی عام رائے سے بے خبر اور بے پروا ھیں یا محض کاغذی گھوڑے دوڑا کر ان شکایتوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاھتے ھیں - ملک کے ایسے ذمہ دار جرائد جیسے کہ روزانہ

الجمعیتہ اور قومی آواز میں ہفتوں اور مہینوں اپنے صفحات ہزارہا شکایتوں سے سیاہ کرتے رہے ہیں ۔ کیا وہ اس قابل نہیں کہ ان کی پرسش کی ہوتی، شکایتیں حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کی توجہ حاصل کر سکیں ؟ ہم کسی مبالغہ آمیز نتیجہ پر پہونچکر اپنے اپنے استدلال کی بنیاد بنانے سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں اور ہم یہہ بھی جانتے ہیں کہ جذباتی مسایل میں عوام مبالغہ آمیزی کا رجحان رکھتے ہیں'

مگر مردم شماری میں زبان کے غلط اندراجات کی شکایتیں ہماری راے میں ۹۰ فی صد صحیح ہیں اور ماتحت افسروں نے مردم شماری کو اردو زبان کی بیخ کنی کا ذریعہ بنایا ہے ۔ ان لوگوں کو جو یہہ دعوے کرتے ہیں کہ اتر پردیش کی عام زبان ہندی ہے اور اردو نہیں ہے اپنے اس دعوے پر جس سند کی ضرورت تھی وہ ان کو مردم شماری کے کارپردازوں کی مہربانی سے حاصل ہو جاےگی اور جس وقت مردم شماری کے اعداد شایع ہونگے تو یہہ حضرات ہم سے فرمایںگے کہ اب دیکھہ لیجئے کہ اردو کی حیثیت کیا ہے ! اردو کے خلاف مردم شماری کے ذریعہ سے ان لوگوں نے بلاشبہ ایک داؤں جیتا ہے ۔

بعض گوشوں میں ہم نے لوگوں کو یہہ کہتے سنا ہے کہ از سر نو مردم شماری کا مطالبہ کیا جاے ۔ یہہ ایک فضول بات ہے ۔ عملی طور پر یہہ کام ناممکن ہے اور ایسا مطالبہ کسی بنا پر بھی قبول نہیں کیا جا سکتا ۔ جوش کی حالت میں ناممکن العمل باتوں کو زبان پر لانا عبث ہے ۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہئے کہ مردم شماری کے محاذ پر اردو زبان کے حامیوں کا جایز حق پامال ہو چکا اور اس کی پامالی کو روکنے کا کوئی موثر ذریعہ بھی ہمارے پاس نہ تھا ۔ اتنی بڑی کوئی تنظیم بھی خارج از قیاس تھی جو سارے ملک میں مردم شماری کے کام کی نگرانی کرتی یا ان غلط کارروائیوں کی روک تھام کر سکتی جو کی گئی ہیں ۔ اب جو کچھہ بھی ہو سکتا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ مردم شماری کے کاغذات حاصل کر کے بعض ضلعوں یا شہروں یا قصبوں کے اندراجات کی جانچ کی جاے اور اس جانچ کے نتایج حکومت کے سامنے رکھدے جائیں اور اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا جاے کہ زبان کے متعلق اندراجات غلط ہیں ۔ اس کام کے لئے بھی ایک موثر تنظیم کی ضرورت ہے اور بہت سوچ سمجھکر اس کام کا نقشہ بنایا جاے ۔ ہم یہہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس قسم کی جو دشواریاں اردو والوں کو اتر پردیش میں پیش آرہی ہیں ان کا اگر ہمت کے ساتھہ مقابلہ کیا گیا تو عبوری دور کے حالات کی ضرور اصلاح ہوگی اور ہمیں ان مشکلات ہی سے اپنی زبان کے استحکام اور حفاظت کی قوت حاصل ہوگی ۔

ایک اہم کانفرنس

۱۵ اور ۱۶ مارچ کو ہند سرکار کی وزارت تعلیمات نے ہندستان کی خاص خاص زبانوں کی ترقی کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے ایک کانفرنس طلب کی ہے جس میں ہندستان کے اہل قلم اور ادبی اداروں کے نمایندوں کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے ۔

اس کانفرنس کے اہم مقاصد میں پہلا مقصد یہہ ہے کہ تمام ہندستانی زبانوں کے درمیان اشتراک عمل پیدا کرنے کے لئے ایک علمی اکیڈیمی قایم کی جاے جس کے ذریعہ سے ہندستان کی زبانوں کے ادب کی ترقی کا مطالعہ کیا جاے اور ہندستان ' کی نیز ملکی زبانوں کی بہترین کتابوں کو ہندستانی زبانوں میں منتقل کیا جاے ۔ کانفرنس کا ایک مقصد یہہ بھی ہے کہ یونیورسٹیوں میں دوسرے علاقوں کی زبانوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کیا جاے ۔

اس کے علاوہ ہندستان کی جدید زبانوں

میں ایک انسائیکلوپیڈیا اور مختلف زبانوں کی ڈکشنریاں مرتب کرانے کا انتظام کرنا بھی مجوزہ اکیڈیمی کا ایک مقصد ہوگا، ایک اور اہم مقصد یہہ بھی ہے کہ ہندستان کی زبانوں میں سائنس اور علوم کی اصطلاحوں کے مسئلہ پر غور کیا جائے اور سرکاری زبان کی ترقی کی تدابیر پیش کی جائیں۔

مجوزہ کانفرنس کے مقاصد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ کانفرنس نے جن مقاصد کو اپنے دستور العمل میں شامل کیا ہے وہ سب بہت ضروری ہیں خصوصاً ہندستانی زبانوں کے درمیان اشتراک عمل کی صورتیں پیدا کرنے کی تجویز، اور علمی اصطلاحات کا پیچیدہ سوال جو مختلف گوشوں میں ادنٰے قسم کے لسانی تعصبات کا شکار ہورہا ہے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ ہندستان کی ہر زبان کے لئے جدا جدا علمی اصطلاحات وضع کرنے کی تجویز قطعاً نا قابل عمل اور بے معنی ہوگی۔ اگر علمی اصطلاحات تمام زبانوں میں یکساں نہ ہونگی تو علوم کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور اگر ایسی اصطلاحیں وضع کی گئیں جیسی کہ ہندی اور سنسکرت کے پرجوش مگر ناسمجھ حامی بنا رہے ہیں تو اس کے معنے سوائے اس کے کچھہ نہ ہونگے کہ دنیا کے زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں علوم کی ترقی سے ہندستان کا ناتا ٹوٹ جائے۔ یہہ دونوں صورتیں ہمارے ملک کی عام ترقی میں سخت رکاوٹیں پیدا کرینگی۔ اس وقت جو لوگ آزادی اور خود مختاری کی بد ہضمی میں مبتلا ہیں وہ سوچنے اور غور کرنے کی صلاحیتوں سے محروم ہوگئے ہیں اور علم و ادب کا بین الاقوامی نقطۂ نظر ان کی نظر سے بہت دور ہوگیا ہے۔ بہت بڑی غلطی ہوگی اگر علمی اصطلاحوں کے معاملہ میں موجودہ تنگ نظری سے کام لیا گیا۔ ہمیں امید ہے کہ کانفرنس کا فیصلہ سوائے اس کے کچھہ نہ ہوگا کہ مغربی علوم کی علمی اصطلاحوں کو بجنسہ اپنی زبانوں میں شامل کرلیا جائے۔ اس طرح ہماری زبانوں کے ذخیرہ میں قابل قدر اضافہ ہوگا اور ان کا تعلق بین الاقوامی زبانوں سے قایم ہوگا اور ترقی یافتہ ممالک میں سائنس اور علوم کی ترقی سے ہمارا ملک پیچھے نہ رہیگا۔ اس کے برخلاف اگر علمی اصطلاحوں کو ہندیانے کی کوشش کی گئی تو یہہ ملک کے مستقبل کے ساتھہ نادان دوستوں کی دوستی ہوگی۔

ہلکے ہلکے اشارے

..............آچاریہ بدری ناتھہ ورما وزیر تعلیم بہار نے مسلم کلب سمستی پور میں تقریر کرتے ہوئے بعض ایسی باتیں فرمائیں جن سے اب ہمارے کان بیگانہ ہوچکے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ:

شہر میں جتنے ادارے ہیں وہ ایک ہوکر ہندی کی تعلیم کو پھیلائیں۔ اگر یہہ سمجھا گیا ہے کہ ہم ہندی زبان کو لوگوں پر لاد رہے ہیں تو میں ان ہندوؤں سے بھی جو اردو نہیں جانتے کہونگا کہ وہ اردو سیکھیں اور اس طرح ہر ادارہ ہندی اور اردو کی کتابوں کا تبادلہ کرے اور ایک دوسرے کے ادب، معاشرت، تمدن اور مذہب کو سمجھے۔ اردو سیکھنے کا مشورہ میں سب ہی کو دیتا ہوں کیونکہ اردو ایک اچھی ہندستانی زبان ہے۔

انہوں نے یہہ بھی فرمایا کہ:

صوبہ بہار کے اسکولوں سے اردو بالکل نکالی نہیں گئی ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ مقامی زبانوں کے جاننے والے اپنی مرضی اور خواہش کے ساتھہ اپنی ہی زبان میں تعلیم حاصل کرکے سرعت کے ساتھہ ترقی کریں۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ یہہ باتیں کس قدر عجیب

ہیں، اول تو یہی کہہ دیا کہ اردو بھی ہندستان کی زبان ہے کس قدر عجیب بات ہے، پھر اس کے ساتھہ مقامی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے کا معاملہ ایک ایسی بات ہے جس کا کہنا شاید بہار یا بنگال میں تو مناسب ہو لیکن بہار کے وزیر تعلیم ذرا یہی بات ہمارے صوبہ میں اکر تو کہیں !!

.........معاصر قومی آواز کو یہہ شکایت ہے کہ وزیر اعظم کی تقریر بھی جب آل انڈیا ریڈیو کے سما چاروں میں نشر ہوتی ہے تو ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میں نہیں بلکہ ان آسان لفظوں کا سنسکرت میں ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ آل انڈیا ریڈیو وزیر اعظم کی تقریروں میں ان کی اجازت بغیر کانٹ چھانٹ بھی کر دیتا ہے۔

.........معاصر "قومی آواز" بہت آزردہ ہو کر کہتا ہے کہ "گویا کہ جواہر لال جو زبان تیس سال سے ہندوستان کے گاؤں گاؤں بولتے پھرے ہیں اور جس سے انہوں نے ہندوستانیوں میں احساس آزادی پیدا کیا، ان کے دلوں کو گرمایا، ان کو جدوجہد کا سبق دیا، اور ان سے عظیم الشان قربانیاں کرائیں، جن کے نتیجے میں ہم کو آج آزادی ملی ہے وہ ناقابل فہم ہے، اور اتنے پچھلے برسوں میں ہندوستانی عوام سمجھہ نہیں سکے اور جواہر لال جی کی ساری محنت برباد گئی اور آج بھی جو ۸-۱۰ لاکھ آدمی ان کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں وہ بھی جواہر لال جی کی تقریر کو نہیں سمجھہ سکتے ہیں۔ ہاں جب آل انڈیا ریڈیو جواہر لال کی زبان کا سنسکرت کے الفاظ میں ترجمہ کر دیتا ہے تب وہ اس قابل ہوتی ہے کہ عوام سمجھہ سکیں"۔

معاصر موصوف نے یہہ نہ سوچا کہ تیس سال تک جب جواہر لال اپنی زبان میں ہندستان کے عوام کو مخاطب کرتے رہے، وہ تیس سال آزادی سے پہلے کا زمانہ تھا۔ آزادی کے بعد ملک کے لیڈروں کو جو آزادی حاصل ہوئی ضروری نہیں کہ وہی ملک کے وزیر اعظم کو بھی حاصل ہوا بات یہہ ہے کہ آزادی کے بعد جب گاندھی جی کی بہت سی باتیں پرانی اور بوسیدہ ہو گئیں تو پھر تابہ جواہر لال چہ رسد !!

.........سنا گیا ہے کہ اتر پردیش میں آیندہ الیکشن کے لیئے رائے دھندوں کی فہرستیں صرف ہندی میں شائع کی گئی ہیں۔ نہ انگریزی میں اور نہ اردو میں!

.........نہایت مناسب ہے، جو لوگ ہندی زبان نہیں جانتے انہیں گویا ملک کے دستور نے ووٹ دینے کا حق دیا ہی نہیں!!

.........نرائن کھتری کالج میں انٹر نیشنل سنٹر کی ایک میٹنگ میں "ہندستان کی قومی زبان" کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے یو۔ پی پبلک سروس کمیشن کے چیرمین ڈاکٹر امرناتھہ جھا نے کہا کہ "یہہ سوچنا کہ اردو زبان ایک غیر ملکی زبان ہے اور اس کو پاکستان میں نکال دینا چاہئے بالکل غلط ہے اور ناواقفیت اور تنگ نظری پر مبنی ہے"۔

آپ نے کہا کہ "تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلم دور حکومت میں عدالتی اور سرکاری زبان فارسی تھی نہ کہ اردو۔ اردو بھی دوسری زبانوں کی طرح اسی ملک اور سرزمین کی پیداوار ہے لیکن بے شک اس کا رسم خط غیر ملکی ہے" انہوں نے کہا "بہر حال میری رائے میں ہندی کی دو شکلیں ہونی چاہیں ایک ملکی جو تمام ملک میں مروج ہو، اور دوسری علاقائی جو صرف وہاں مروج ہو جہاں ہندی بولی جاتی ہے"۔ آپ نے کہا کہ ہندی کی ملکی شکل کی مثال "آپ کے پتر کا اتر" اور ہندی کی علاقائی شکل کی مثال "آپ کے خط کا جواب" ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر جھا کی رائے میں "اگر آپ کے خط کا جواب" ہندی کی علاقائی شکل ہے تو ہماری رائے میں (اور ٹنڈن جی کی رائے میں بھی) ان کی وطن پرستی بہت مشتبہ ہو جاتی ہے۔

انجمن کی خبریں

بانس پار۔ بھوروا

بھوروا - ۲۷ فروری - بسلسلۂ تشریف آوری حضرت خیر بھوروی نمائندہ خصوصی انجمن ترقی اردو ہند علی گڈھ، باشندگان موضع بانسپار و قصبہ بھوروا کے حامیان اردو کا ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب فاروق بانسپاری منعقد ہوا اور متفقہ طور پر یہہ تجویز منظور کی گئی کہ یہاں انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ قائم کی جائے اور اس کے ذریعہ باقاعدہ طور پر طبقۂ انصار میں اردو کی حفاظت اور ترقی کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں - چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب عہدیدار منتخب ہوئے -

ظہیر الحق صاحب، صدر - نیاز احمد صاحب، نائب صدر - رحمت اللہ صاحب، نائب صدر اور خازن، قاری حافظ محمد مجمل حسین صاحب کلیم اشرفی جنرل سکریٹری، منظور الاحسن صاحب، جوائنٹ سکریٹری - محمد مرتضی صاحب، جوائنٹ سکریٹری - صدر اسٹوڈنٹس لائبریری -

حضرت خیر بھوروی صاحب نے زبان کے مسئلہ پر تقریر فرماتے ہوئے یہہ تجویز پیش کی کہ انجمن کی نگرانی میں ایک مدرسہ نسواں اور تعلیم بالغان کے لئے ایک شبینہ مدرسہ کھولا جائے -

حاضرین نے ان تجویزوں کا خیر مقدم کیا، ایک تجویز یہہ بھی منظور کی گئی کہ مردم شماری کے موقع پر ہر شخص اپنی زبان "اردو" اور قومیت "مسلمان" لکھوائے -

انجمن ترقی اردو ہند شاخ بانسپار بھوروا کی نگرانی میں درس قرآن اور تعلیم بالغان کے شبینہ مدرسے کا افتتاح کرتے ہوئے جناب خیر صاحب بھوروی نمائندہ خصوصی انجمن ترقی اردو ہند نے فرمایا کہ:

"اردو زبان اور اس کا رسم الخط دنیا کی تمام زبانوں سے زیادہ سہل اور آسان ہے جس کا پڑھنا اور لکھنا سوا گھنٹے سے بھی کم میں آجاتا ہے"

درس اور تعلیم میں شریک ہونے والوں تعداد کی کافی تھی جس میں پچاس برس سے زائد عمر کے اصحاب زیادہ تھے -

---

پلھیترا روڈ

جناب خیر بھوروی صاحب نمائندہ خصوصی انجمن ترقی اردو ہند کی تشریف آوری کے موقع پر محبان اردو طبقۂ انصار کا جس میں تقریباً ۲۰ گاؤں شامل ہیں ایک مخصوص جلسہ مشہور شاعر اور ادیب حضرت عارف عباسی کی صدارت میں منعقد ہوا۔

حسب ذیل حضرات سال رواں کے لئے عہدے دار منتخب ہوئے -

صدر، جناب بابو بھوتی سنگھ صاحب - نائب صدر، جناب امین اللہ صاحب - نائب صدر، جناب محمد نصر اللہ صاحب - جنرل سکریٹری، جناب عارف عباسی صاحب -

---

سہسوان

انجمن ترقی اردو سہسوان کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں انجمن مذکور کے حسابات آمد و خرچ پیش کئے گئے -

نومبر سنہ ۱۹۴۶ء لغایت جنوری سنہ ۱۹۵۱ء تک کل آمدنی 1,012-1-0

نومبر سنہ ۱۹۴۶ء لغایت جنوری سنہ ۱۹۵۱ء تک کل خرچہ 1,081-5-0

Rs. 69/4/- خسارہ ہے - تعداد کتب 758 -

سکریٹری انجمن نے کہا کہ ان تفصیلات سے آپ اندازہ کرسکیں گے کہ اس ادارے کے کارکنان نے حتی المقدور کیا کیا مساعی اس سلسلے میں کی ہیں - لیکن اصل یہہ ہے کہ اس ادارے کے یوم تاسیس سے جو عزائم ہم کارکنان کے تھے

وہ پورے نہ ہو سکے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم چند کمزور و ناتواں کارکنان کے علاوہ ہم سے بہتر اہل شہر و اہل کار حضرات نے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ "انجمن ترقی اردو" ہندوستان میں بہت پرانا ادارہ ہے جو ایک خاص انداز میں اردو زبان کی ترقی و توسیع کے لئے کام کرتا رہا ہے۔ اور وہ ایک بہت کامیاب دور تھا۔ لیکن اب سنہ ۱۹۴۷ع کے انقلاب کے بعد جس قدر ضرورت اس ادارے کی ہے غالباً اس سے قبل اتنی نہ تھی۔

بہر حال کام کی بات یہ ہے کہ آپ حضرات اب اس ادارے کی زیادہ سے زیادہ خدمت پر کمر بستہ ہو جاویں۔ کارکنان کا ہاتھ بٹائیں۔ ایک عرصہ ہوا کہ اس انجمن کی بنیاد ہم نے ڈالدی میونسپلٹی سے ایک کمرہ بھی حاصل کر لیا، معمولی فرنیچر بھی فراہم کر لیا، کافی کتب بھی اہم پہونچا لیں۔ مرکزی انجمن سے الحاق بھی ہو چکا ہے اب آپ کی ذرا سی توجہ سے یہ انجمن بہت کچھ ترقی کر سکتی ہے۔ جس کی میری حقیر و ناچیز رائے میں مسطورۂ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) کوشش کیجئے کہ انجمن کے زیادہ سے زیادہ ممبر ہوں۔ انجمن کے ممبر بننے کی تبلیغ بلا امتیاز ہندو مسلم ہونا چاہئے اس لئے کہ بول چال کی زبان دونوں کی ایک ہی ہے اور لکھنے پڑھنے کی دشواریاں اس سنسکرتی زبان کی دونوں ہی کو پیش آرہی ہیں۔ جس طرح اونچی معرب اردو سے مسلم عوام گھبراتے ہیں اسی طرح اس غیر مانوس مہند زبان سے ہندو عوام بھی بیزار ہیں۔ زبان کو سہل بنانا اور ان مروج و مستعمل الفاظ کا قائم و باقی رکھنا خواہ وہ اپنی اصل میں کسی زبان کے ہوں ایک بڑی ملکی و قومی و وطنی خدمت ہے۔

(۲) آپ حضرات چیرمین و ممبران میونسپل بورڈ کو عموماً اور چیرمین و ممبران ایجوکیشن کمیٹی میونسپل بورڈ کو خصوصاً۔ اس جانب توجہ دلائیں کہ بورڈ کے سالانہ بجٹ میں اس ادارے کی مستقل امداد کو پیش نظر رکھا جاوے۔ آپ حضرات اس انجمن کے لئے کچھ سوچئے۔ اپنے مفید مشوروں سے انجمن کو مستفید فرمائیے۔ اور اس کو کامیاب بنانے میں ہماری اعانت کیجئے۔ اور ہماری تجاویز جہاں جہاں پہونچنی چاہئیں ان کو وہاں تک پہونچانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیے۔

(۳) الحمد للہ کہ ہمارے قصبے میں ایسے حضرات کی کافی تعداد ہے جو پڑھے لکھے ہیں اور علمی و ادبی مذاق رکھتے ہیں۔ دانشمند حضرات کی بھی بفضلہ تعالی کمی نہیں براے کرم آپ حضرات اپنے اوپر یہ چیز مستقلاً فرض کر لیجئے کہ ان دونوں قسم کے حضرات کو انجمن کی بذریعہ فیس، چندہ، یا عطیہ امداد کی جانب توجہ دلاتے رہیں۔ تاکہ انجمن زیادہ سے زیادہ کتب و اخبارات و مجلات منگا سکے۔

افسوس ہے کہ اس وقت تک انجمن کا کوئی اخبار و رسالہ بجز "ہماری زبان" کے نہیں آرہا ہے۔

آگرہ

انجمن ترقی اردو سینٹ جانس کالج کی جانب سے ۱۰ فروری سنہ ۱۹۶۱ع کو سینٹ جانس کالج کے ہال میں ایک بزم مشاعرہ منعقد ہوئی۔ مشاعرہ کی صدارت عالی جناب پنڈت راج ناتھ کنزرو صاحب نے کی۔ مقامی شعرا میں حضرت میکش اکبر آبادی، جناب ہوش اکبر آبادی حضرت ارمان اکبر آبادی، جناب ساحر اکبر آبادی اور حضرت ایچ۔ ایف فتحپوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جناب گلزار دہلوی نے سیاسی قطعات سے اور جناب بسمل شاہجہان پوری نے اپنی غزلوں سے سامعین کو مستفید فرمایا۔

مہو

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۵۱ ع کو ایک جلسہ عام زیر اہتمام "انجمن ترقی اردو" مہو "یوم جمہوریہ" منانے کے سلسلہ میں زیر صدارت مولانا مفتی محمود احمد صاحب منعقد ہوا۔

سربرآوردہ حضرات میں جناب رام پال صاحب میواڑہ سکریٹری کانگریس کمیٹی مہو۔ جناب کرشنا پرشاد صاحب بی۔اے۔ایل ایل۔بی جناب جمیل صاحب ایم اے، ڈاکٹر قادر بخش صاحب و دیگر حضرات نے جلسہ میں شرکت فرمائی۔

ہندوستان کے ایک شہری کے اہم فرائض بتاتے ہوئے خصوصاً مسلمانان مہو سے جناب مولانا مفتی محمود احمد صاحب اور جمیل صاحب نے اپیل کی کہ وہ اردو زبان کے ساتھ ساتھ ہندی زبان بھی سیکھیں کیونکہ وہ اب ہماری حکومت کی زبان ہو چکی ہے اور یوں بھی کسی لٹریچر کا جاننا کوئی بری بات نہیں ہے"۔

علیگڈھ

۱۹ فروری۔ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کے زیر اہتمام حضرت سیماب اکبر آبادی اور علامہ تاجور نجیب آبادی کی یاد میں ۱۰ فروری سنہ ۱۹۵۱ع کو چھتاری کمپونڈ علی گڈھ میں ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ کی صدارت جناب مولانا احمد اللہ صاحب قاضی شہر نے فرمائی مشاعرہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد مولانا محمد یونس خالدی صاحب نے ایک جامع تقریر کے ساتھ تین تعزیتی تجاویز پیش فرمائیں۔ پہلی تجویز حضرت علامہ سیماب صاحب کے متعلق تھی، دوسری تجویز میں علامہ تاجور نجیب آبادی کی علمی خدمات کو سراہا گیا تھا، تیسری تجویز مولانا شیر بھوروی نمایندہ خصوصی کی والدہ محترمہ کے انتقال پر تعزیت کے سلسلہ میں تھی، ان تجاویز کی تائید جناب انند سروپ صاحب بسمل جہان آبادی نے فرمائی۔ اور اس تائید کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ اردو ہماری آبائی زبان ہے۔ ہم نے آنکھ کھولی تو گھر میں اسی زبان کا سکہ رواں پایا۔ آج میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ سے کیوں کہا جاتا ہے کہ میں اردو چھوڑ دوں۔

یہ میں نے مانا کہ راج بھاشا آج ہندی ہے مگر سنسکرت کی یہ شریف بیٹی اردو کہ جس نے ہمارے گھر کو رونق بخشی اور جو ہندستان میں پیدا ہوئی یہیں پہلی پھولی اور اس نے ایسی عالمگیر شہرت حاصل کی کہ دنیا کی تمام یونیورسٹیاں اس کی طرف دیکھنے لگیں ہر ملک میں اس کا چرچہ ہونے لگا آج اس کا گلا گھونٹا جارہا ہے "وہ ایسی زبان ہے چاہے کچھ نہ کہیے مگر اس کی بے زبانی دنیا کی زبانوں سے کہلوا لیگی کہ اس زبان کا خاتمہ ہماری ملک کی تہذیب اور تمدن کا خاتمہ ہے اور یہی زبان ہم کو بین الاقوامی شہرت دے سکتی تھی اور اسی سے ہم دنیا کے دوسرے ممالک میں ہندستان کا نام بلند کرسکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود میں جانتا ہوں کہ یہ زندہ رہے گی اور کوئی طاقت اس کو ختم نہیں کرسکتی۔

اس بلند پایہ تقریر کے بعد تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر ان تعزیتی تجاویز کی تائید کی۔ پھر مشاعرہ کا آغاز ہوا۔

مشاعرہ میں حسب ذیل شعرا نے حصہ لیا۔

حضرت بسمل جہان آبادی، حضرت علامہ انور صابری، جناب کملا بھنوری، فیض احمد فیض، برق زیدی، جناب محمود احمد محمود، زاہد رضا صاحب کباب، خلیل الرحمن سالک، عرش، دیپک، سرفراز، شوق، شان لکھنوی، کشش بدایونی، جناب معظم خاں معظم، آباد احمد خاں صاحب عارف۔

"اردو ادب"

رسالہ اردو ادب کا دوسرا نمبر شائع ہوگیا ہے اور جن حضرات نے اس کو طلب کیا تھا ان کو بھیجا جارہا ہے۔ہمیں افسوس ہے کہ رسالہ کی اشاعت میں تاخیر کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ لیکن جنوری اور اپریل کے نمبروں کی یکجا اشاعت کے بعد رسالہ اپنے مقررہ وقت پر شائع ہوتا رہیگا۔

اپنے دیس کی خبریں

گوا

۳ فروری سنہ ۱۹۵۱ ع بروز منگل مسلم اردو اسکول بڑگاؤں میں ایک ادبی نشست بسلسلہ تشریف آوری اعتصام الدین صاحب فاروقی (نمائندہ خصوصی مرکزیہ بقائے ادب مراد آباد) منعقد ہوئی جس میں صاحب موصوف نے اردو پر ایک جامع تقریر فرمائی - دوران تقریر میں موصوف نے خاص طور پر یہاں ایک دارالمطالعہ کے قیام پر زور دیا - چنانچہ آپ کی تجویز پر ایک عارضی کمیٹی کی تشکیل ہوئی جو دارالمطالعہ کے لئے ہر ممکن کوشش کریگی -

یہہ کمیٹی مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہوگی -

(۱) جناب محمد خالد صاحب گوڑا - پروپرائٹر مسلم ریسٹورنٹ - (۲) جناب شیخ عبدالملک صاحب سیٹھہ - (۳) جناب شیخ جمال الدین صاحب جمال -

---

ناگپور

۳۰ جنوری سنہ ۱۹۵۱ع کو سیٹھہ حاجی عبداللہ لاکھیہ صاحب کے دولت کدہ پر مہاتما گاندھی کی یادگار میں عظیم الشان مشاعرہ انعقاد پذیر ہوا - مقامی شعراء کرام کے علاوہ بیرونی شعراء کرام نے بھی مشاعرہ میں شرکت فرمائی - مشاعرہ کی صدارت عالی جناب محمد یوسف صاحب اثر تلمیذ نوح ناروی نے فرمائی -

انجمن حامی اسلام ناگپور نے اردو زبان کے حامیوں کی ایک کانفرنس طلب کرنے کا ارادہ کیا ہے جس میں آن حالات اور حکومت کی اس پالیسی پر غور کیا جائیگا جو اردو زبان کے لئے سخت مضر ثابت ہورہی ہے -

رامپور

۱۱ فروری - گذشتہ رات حسب اعلان محلہ کھیر عثمان خان میں احمد نبی خان عرف پیارے خان ٹھیکیدار کے مکان پر ایک طرحی مشاعرہ زیر صدارت شری رگھنندن کشور شوق منعقد ہوا - مشاعرہ میں ایک ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے، مشاعرہ ساڑھے نو بجے شروع ہوکر چار بجے کے قریب ختم ہوا - تقریباً تمام مقامی شعرا شریک تھے - ان کے علاوہ مراد آباد کے چند شعراء نے بھی شرکت کی -

---

حیدر اباد

- حیدر آباد یکم فروری - انجمن ترقی اردو (حیدرآباد) کی مجلس عام کا ایک جلسہ آج شام مولوی حبیب الرحمن صاحب معتمد انجمن کے مکان پر منعقد ہوا - جلسہ کی ابتداء میں اراکین نے ایستادہ ہوکر انجمن کے موسس رائے ہربنس چند کے انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ایک قرار داد تعزیت منظور کی، معتمد انجمن مولوی حبیب الرحمن صاحب نے گذشتہ جلسہ کی روداد پڑھکر سنائی - بعد میں معتمد نے انجمن کی گذشتہ ایک سالہ کارگذاری کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا اور چند تجاویز بھی پیش کیں جن کو اراکین نے پسند کرتے ہوئے ان کو روبہ عمل لانے کے لئے اپنی تائید کا اظہار کیا - ان تجاویز میں سب سے اہم ماہ مارچ میں اردو کانفرنس کا انعقاد اور امداد باہمی کے اصولوں پر ایک اشاعت گھر کا قیام ہے - آخر میں آئندہ دو سال کے لئے صدر، معتمد اور اراکین عاملہ کا انتخاب کیا گیا - نواب اکبر یار جنگ بہادر صدر اور مولوی حبیب الرحمن صاحب کو بہ حیثیت معتمد و خازن دوبارہ منتخب کیا گیا -

"رام پھنسے جنجالوں میں"

(سوامی مارہروی)

مسجد سونی مندر ویران، کوئی گھر آباد نہیں
پنڈت سب بے کل اپنی دھن میں، ملا بھی دل شاد نہیں
آن بتا دوں ایک بھید بتادوں؟ بات یہ بے بنیاد نہیں
دونوں میں جو مول ہے کھٹکل سورگ کی یاد بنیاد نہیں

الٹے سیدھے شبدوں سے تو الٹا سیدھا کام نہ لے
اپنے آپ کو بن بیٹھانے رام کا مورکھ نام نہ لے

اپنی نیا آپ ڈبو کر جگ کا کھیون ہار نہ بن
مورکھ اپاپ کے داگ تو دھولے جیون کا تو بھار نہ بن
مستک اوپر تلک لگایا، سورگ کا ٹھیکے دار نہ بن
خودی یہہ تیری اللہ اللہ! خدا کا لمبر دار نہ بن

کرم کی کھیتی تو اشا میں تو من کو اور اداس نہ کر
دھرم کے سودے ماں لگی ہے مکتی کی تو آس نہ کر

مسجد میں اللہ بند اور ایشر قید شوالوں میں
سورگ پہ قبضہ پنڈت جی کا، جنت اللہ والوں میں
پڑ گئی رام کی اپنجاتائی، رام پھنسے جنجالوں میں
شکتی کے یہہ ٹھاٹھہ بھی دیکھے مورکھ دھرتی والوں میں

کون کسی کا ایشر، اللہ؟ کون کسی کا بندا ہے
کون یہہ اوچھا پھندا ڈالے؟ دھرم کا جھوٹا دھندا ہے

ایمان کی کچی پونجی کو سوامی ہاتھوں بیچ دیا
قرآن کو پیر و مرشد نے تعویذ بنا کر بیچ دیا
کچھہ آج بکا، کچھہ کال بکا، کچھہ جھو منتر میں بیچ دیا
پھر ساری خدائی گھر رکھہ لی، بھگوان اٹھا کر بیچ دیا

انسان پرانا کوئی نہیں اللہ پرانا باقی ہے
سنسار کے اس پریورتن میں بھگوان بدلنا باقی ہے

(بہ شکریہ آفاق، لاہور)

"دی فاونٹین"

یہہ منشی رام کالج فضلکا کے طلبا کا رسالہ ہے - جس کے اڈیٹر پرشورام سنگھ ایم-اے ہیں - یہہ رسالہ انگریزی اردو اور ہندی تین زبانوں میں شایع ہوتا ہے - زیادہ مضامین ایسے ہیں جن کا تعلق تعلیم اور طلبا کے مشاغل سے ہے - لیکن ہمیں یہہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے - کہ اب بھی اس کالج کے طلبا میں اردو کا ذوق موجود ہے اور باوجود مخالف حالات کے اس عوامی زبان سے ان کی وابستگی قایم ہے - اردو زبان کی عام وسعت اور اس کے اثر کی یہہ ایک کھلی ہوئی مثال ہے کہ جس کالج میں شاید چند ہی مسلم طلبا ہوں وہاں اردو کی حمایت کرنے والے غیر مسلم طلبا موجود ہیں جو اپنی مادری زبان سے بیوفائی کرنے پر امادہ نہیں کئے جاسکے - آیندہ اشاعت میں ہم اس رسالہ سے ایک مضمون نقل کرینگے جس میں بہت ہی معقول اور سنجیدہ خیالات کا اظہار کیا گیا ہے -

جن شاخوں نے اب تک مرکز سے اپنا الحاق نہیں کرایا ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انجمن کے رجسٹرڈ نام کو استعمال کرنے کا انہیں کوئی حق حاصل نہیں -

بہار میں ترقی اردو کی تحریک

مکرمی!

انجمن ترقی اردو شیخپورہ کا قیام سنہ ۱۹۳۷ع میں چند پر جوش اور باہمت نوجوان کے ہاتھوں بڑے ہی اہم اور نازک موقعہ پر عمل میں آیا تھا - جب انجمن ترقی اردو ہند کا مرکز اورنگ آباد (دکن) سے دہلی منتقل کردیا گیا تو انجمن ترقی اردو شیخپورہ نے بھی اپنا الحاق مرکز دہلی سے کرالیا - کئی سال تک بطور ایک شاخ کے اس انجمن نے شانہ بہ شانہ اپنے بزرگوں کے ساتھہ دہلی کی ہدایات پر خدمات انجام دیں - کئی سال تک مسٹر فروغ احمد بی-اے (علیگ) نے سکریٹری کا کام بہ حسن و خوبی انجام دیا - ان کے شرکائے کار مسٹر عثمان نیز رنگ (علیگ) اور مسٹر سید شہاب الدین حیدر اور مولوی سید مظہر حسن بی-اے آنرز اور مسٹر علی مہدی اور مسٹر عبدالقیوم صاحبان نے بھی ان کے ساتھہ ساتھہ تحفظ و ترقی اردو کا کام کیا - کام برابر بڑی خوبی و تسلسل کے ساتھہ انجام پاتا رہا - لیکن سنہ ۱۹۴۶ع کی بدحالی میں اس کا کام خراب ہوتا گیا - یہاں تک کہ سنہ ۱۹۴۷ع میں یہہ شاخ مردہ ہوگئی اب جب کہ انجمن بہار میدان میں

آتی ہے اور اس کا مرکز علی گڈھ آتا ہے تو انجمن ترقی اردو شیخ پورہ کے سکریٹری اور مجلس انتظامیہ اور معاونین خاص سے مشورہ کے بعد یہہ مناسب سمجھا کہ آپ سے خط و کتابت کے ذریعہ اس کا دوبارہ الحاق مرکز علی گڈھ سے کرا لیا جائے تاکہ آپ کے قیمتی مشوروں اور ہدایات سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور اس کو مرکز کا لٹریچر بھی مہیا ہو سکے۔ اگرچہ اب بھی اخباروں کے ذریعہ آپ کے بیانات اور ہدایات پر کچھ نہ کچھ عمل کیا جا رہا ہے۔ اس علاقہ میں جہاں کہ اردو طبقہ کی کافی تعداد ہے ایک گرم عمل اردو ادارہ کی بہت ضرورت ہے جس کو مرکز کی بھی ہدایت میسر ہو۔ اس وقت ہم لوگ کتب خانہ کو جو قبل سے موجود تھا چلا رہے ہیں جس میں عوام کے ساتھ طلباء بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ہفتہ ایک ادبی مجلس بھی منعقد ہوتی ہے۔ مردم شماری میں بھی کوشش کر رہے ہیں کہ اردو بولنے والوں کی زبان اردو ہی لکھی جائے۔ تمام امور میں خاطر خواہ کامیابی ہو رہی ہے۔

انجمن کے حسب ذیل عہدے دار منتخب کئے گئے ہیں:

(۱) صدر: مولوی صلاح الدین صاحب، (۲) نائب صدر: مولوی سجاد حسین صاحب، ڈاکٹر عبدالمجیب صاحب، ابوالمشتاق احمد صاحب، (۳) سکریٹری: مسٹر ابو مجیب ظفیر الدین صاحب، (۴) نائب سکریٹری: علی اصغر صاحب، (۵) جوائنٹ سکریٹری: محمد فخر الدین صاحب۔

ممبران مجلس انتظامیہ، علاوہ عہدہ داران

(۱) ماسٹر نورالحسن صاحب، (۲) سید مظہر حسن صاحب بی۔اے آنرز، (۳) حکیم مشتاق احمد صاحب رحمانی، (۴) سید محمد ظہیر الحسن صاحب وغیرہ وغیرہ۔

ابو مجیب ظفیر الدین

سکریٹری

ریاست کوٹہ میں اردو کا حشر

ریاست کوٹہ میں جب راجہ کا راج تھا تو اسکول کالج اور جملہ سرکاری مدارس میں اردو کلاسیں قائم تھیں بچوں کے والدین اگر اپنے بچے کو اردو زبان کے ساتھ تعلیم دلانا چاہتے تھے تو اردو کلاس میں داخل کر دیتے تھے ورنہ ہندی کلاس میں بٹھا دیتے تھے۔ اب جب کہ ریاست کوٹہ راجستھان میں داخل ہو گیا اور راجہ بے اختیار ہو گئے تو یہاں کے کالج، اسکول اور جملہ سرکاری مدارس سے اردو زبان قطعی خارج کر دی گئی۔ اور مسلمان لڑکوں کو ہندی لینے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس طرح پر یہاں مسلمان بچے ہندی کلاس میں داخل ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اس قدر جان نہیں ہے کہ دینیات سے واقف ہونے کے لئے گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں اپنے اسکول اردو پڑھنے کے لئے کھول دیں، غرض یہاں مسلمانوں میں سخت انتشار ہے۔ ایک ظلم یہہ ہوا ہے کہ جو طالب علم شروع سے اردو میں تعلیم پا رہے تھے اور جو چھٹی کلاس تک پہونچ گئے تھے ان کو حکماً ہندی زبان لینے پر مجبور کر دیا گیا اور چھٹی کلاس تک قطعی اردو توڑ دی۔ اور یہہ جواب مل گیا کہ اردو پڑھنا چاہتے ہو تو اسکول چھوڑ دو۔ البتہ ساتوین سے اوپر کلاسوں میں میڑک تک ابھی اردو موجود ہے۔ مگر جب چھٹی کلاس کے بچے جن کی تعلیم سے اردو نکال دی گئی ہے اوپر کلاس میں چڑھینگے تو انہیں آئندہ بھی ہندی میں ہی تعلیم ملیگی۔ اور اس طرح ساتوین سے میڑک تک جو اردو ہے وہ تین سال کے بعد بالکل ختم ہو جائیگی۔ اور آئندہ نسلیں علم اردو سے قطعی ناواقف رہینگی۔ اس طرح پر دینیات کی کتابیں جو اردو اور عربی میں ہیں مسلمان نسلیں نہیں پڑھ سکیں گی۔ لہذا ادب سے التجا کی جاتی ہے کہ برائے خدا حکام سے تحریک کرکے شروع کلاس سے ہی اردو

قائم کرانے کی کوشش کریں۔ جب کہ ہندوستان کی جملہ زبانیں محفوظ قرار دی گئی ہیں تو اردو کو اس طرح ملیامیٹ کرنا محکمہ تعلیم کا جائز عمل نہیں ہے خدا کرے آپ کی کوشش سے یہ مشکل حل ہو جاوے۔ فقط۔

نیاز محمد خان، محمد بخش، عبدالرشید، عبدالکریم، محمد السلام

۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ع

طلبہ کی مشکلات

پی۔ایس۔سی امتحان کے پرچۂ جوابات کے سرورق کو دیکھکر افسوس ہوا کہ پی۔ایس۔سی امتحان بورڈ نے سرورق پر ہدایات کو مراٹھی، گجراتی اور کنڑی زبانوں میں شائع کیا۔ جس سے اردو طالب علموں کو سخت مشکل پیش آئی، اس لئے کہ ان کی زبان "اردو" تھی بہتر ہوتا اگر پی۔ایس۔سی امتحان بورڈ ہدایات مذکرہ بالا زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان کو بھی جگہ دیتا جس سے طلبہ کو تکلیف نہ ہوتی۔

امید ہے کہ آئندہ شعبۂ تعلیم صوبۂ بمبئی کی نگرانی میں، پی۔ایس۔سی امتحان بورڈ ایسٹ اینڈ نارتھ ڈویژن ناسک لازمی طور پر خطہ واری زبانوں کے دوش بدوش اردو کو بھی جگہ دیکر ہندوستان کے اردو داں طبقہ کو مطمئن کریگا۔

مقام مسرت ہے کہ امسال پی۔ایس۔سی امتحان کے لئے تھانہ سینٹر سے ۹۲ اردو طلباء و طالبات شریک امتحان ہوئے جس میں کلیان، کرلا اور تھانہ کے ماسوا بھیونڈی کے طلبہ کی تعداد زاید ہے۔

آپ کا نیاز مند

سکریٹری بزم فروغ ادب کلیان

حضرت اکبر الہ ابادی کی سوانح عمری

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ابھی ایسے لوگ بہ کثرت موجود ہیں۔ جنہیں حضرت اکبر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے کے مواقع حاصل رہے ہوں گے۔

ان سب کی خدمت میں بصد ادب گذارش ہے کہ جو مواد بھی حضرت اکبر کے متعلق ان کے پاس ہو اسے براہ کرم مجھے یا عزت مآب جناب چودھری نذیر احمد خان صاحب (وزیر صنعت پاکستان) صدر بزم اکبر یا جناب مشتاق احمد صاحب (جوائنٹ فائننشل ایڈوائزر کیونی کیشنز پاکستان) معتمد بزم اکبر کو لکھہ کر بھیج دیں۔

مواد سے مراد میری یہہ ہے۔ مثلاً (۱) کوئی واقعہ ان کے سامنے گذرا ہو۔ (۲) کوئی فقرہ یا لطیفہ حضرت اکبر کا انہیں یاد رہ گیا ہو۔ (۳) کوئی خط یا کوئی مسودہ حضرت اکبر کے ہاتھہ کا لکھا ہوا ہو۔ (۴) حضرت اکبر نے اپنا کوئی ایک شعر بھی کبھی اپنے قلم سے لکھہ کر بھیجا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہر چیز عطا کرنے والے صاحب کے حوالہ سے شائع کی جائیگی۔

حضرت اکبر کی سوانح عمری کی تالیف بزم اکبر کے پیش نظر ہے۔ حضرت اکبر کے کلام کو نئی ترتیب دیکر اور باب وار چھاپنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ ان کتابوں کے لئے جتنا مواد آجائے اچھا ہے۔

محمد واحدی

ناظم اشاعت تالیفات۔ بزم اکبر

کراچی

بہ اہتمام عزیز حسین منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو علی گڈھ سے شائع کیا۔